Al Basirah البصيرة

V. 15, Issue 01, (June 2026)

Journal Home Page: https://albasirah.numl.edu.pk/

ISSN P: 2222-4548 ISSN E: 2520-7334

نسلِ نو کو درپیش نمایاں فکری تحدیات: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تجزیہ

Major Intellectual Challenges Faced by the New Generation: An Analysis in the Light of Islamic Teachings

Saif Ullah: Research Scholar, MPhil Islamic Studies, Alhamd Islamic University, Quetta. **Email:** saifullah086421@gmail.com, **ORCID**: 0009-0005-4336-516X

Received: 04 April | Revised: 19May | Accepted: 25 June | Available Online: 30 June

ABSTRACT

The contemporary era has exposed the youth to numerous intellectual and ideological challenges that are gradually weakening their religious, moral, and social foundations. Western cultural influence, doubts regarding basic Islamic teachings, moral decline, misinterpretation of Jihad and misunderstanding about human rights are among the major intellectual threats confronting the youth. Print and electronic media platforms have further accelerated the spread of these ideologies, creating uncertainty and intellectual unrest among youth. This study highlights the nature, causes and impacts of these intellectual challenges and examines how they affect the identity, faith and character of youth.

The research further recommends methods for the mitigation of these threats and guidance of youth in the light of Islamic teachings. By analyzing the Quran, Sunnah and the Seerah of the Holy Prophet ﷺ, the study presents practical and intellectual solutions for safeguarding youth from ideological deviations. The research emphasizes the strengthening of faith, promotion of Islamic values, intellectual awareness, correct understanding of Jihad, unity of the Muslim Ummah and balanced understanding of human rights. The study concludes that Islamic teachings provide a comprehensive and balanced framework for the intellectual protection, moral development and constructive training of youth in the modern age.

Keywords: Youth, Intellectual Threats, Cultural Influence, Islamic Teachings, Quran, Sunnah, Moral Development, Constructive Training.

Correspondence Author: saifullah086421@gmail.com

Conflict of Interest: The authors declare that there are no conflicts of interest related to the research, authorship, and/or publication of this article, and that the data presented have not been fabricated or falsified.

Funding: This research received no specific grant from any funding agency in the public, commercial, or not-for-profit sectors.

Participant Consent: The authors confirm that Informed consent was obtained from all participants, and confidentiality was duly maintained.

Data Fabrication/ Falsification Statement: The author(s) declare that no data have been fabricated, falsified, or manipulated in this study.

Copyright: Author(s) retains the Copyright of this article.

This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

تعارف موضوع

انسان کو ہر دور میں مختلف روحانی، فکری اور مادی تحدیات کا سامنا رہا ہے اور وہ کہیں اپنے فہم سے اور کہیں احکامِ الٰہی کی روشنی میں ان تحدیات سے نمٹنے کی کوشش کرتا رہا ہے۔ عصرِ حاضر میں حیران کن مادی ترقی کے باعث، نسلِ نو کو درپیش تحدیات ماضی سے بالکل منفرد اور پیچیدہ ہیں۔ ان تحدیات میں سے ایک بنیادی چیلنج وہ ہے جو سوچ اور فکر سے تعلق رکھتا ہے۔ فکر جب انتشار کا شکار ہو جاتی ہے تو پھر انسان کے اعمال بھی خراب ہونے لگتے ہیں۔ یہ مسئلہ زیادہ پیچیدہ اس وجہ سے بھی ہے کیونکہ اس کو نہ ہی ظاہری آنکھ سے دیکھا جا سکتا ہے اور نہ ہی کسی پیمانے سے ماپا جا سکتا ہے۔ صرف اتنا ہے کہ انسان کی زبان سے ادا ہونے والے الفاظ یا اس کے اعمال سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ سوچ اور فکر کا زاویہ کیا ہے۔ عصرِ حاضر میں اس مسئلہ کی انفرادیت اور پیچیدگی کے باعث ضرورت اس بات کی ہے کہ نئی علمی اور عملی راہیں تراشی جائیں جو نسلِ نو کی فکر کو درست رکھنے میں معاون ہوں اور ساتھ اس بات کو بھی مدِ نظر رکھا جائے کہ قرآن و سنت کا دامن کسی موڑ پر بھی نہ چھوٹے۔ اس ضرورت و اہمیت کے پیشِ نظر مقالہ ھذا میں ہم یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ نسلِ نو کو کون کون سے نمایاں فکری تحدیات درپیش ہیں اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان کا تدارک کیسے کیا جا سکتا ہے۔

کسی بھی معاشرے کی بقاء اور نشو نما کے لیے اس کے باسیوں کی فکر اور سوچ کا درست ہونا لازم ہے۔ فکری طور پر کجی کا شکار معاشرہ کبھی بھی مثالی معاشرہ نہیں بن سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے سب سے پہلے لوگوں کی فکری درستگی کے لیے تزکیہ کا حکم دیا اور بعثتِ رسول اللہ ﷺ کے تین بنیادی مقاصد میں اسے شامل فرمایا۔

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَ يُزَكِّيْكُمْ وَ يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ [1]

چنانچہ ہم نے تمہیں ایک رسول بھیجا تم ہی میں سے جو تمہیں ہماری آیتیں پڑھ کر سناتا اور تمہیں پاک کرتا ہے اور تمہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں ان چیزوں کی تعلیم دیتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔

اس آیت میں تزکیہ کی وضاحت کرتے ہوئے سید قطب[2] لکھتے ہیں:

اللہ نے ان میں سے رسول بھیجا تاکہ وہ انہیں پاک کر دے۔ ان کے دل کو شرک کی آلائش اور جاہلیت کی آلودگی سے پاک کر دے۔ ان کی روح کو ایسے تمام تصورات سے پاک کر دے جن کے بوجھ تلے انسانی روح صدیوں سے دفن ہو کر رہ گئی تھی۔[3]

اللہ تعالیٰ کے ان احکامات کی پیروی میں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کے نفوس کا تزکیہ کیا اور ان کی سوچ اور فکر

---

1 البقرۃ:15۔

2 سید قطب 1902ء میں مصر میں پیدا ہوئے۔ آپ نے 1933ء میں قاہرہ کے دار العلوم سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ اسلامی انقلاب اور تحریک اسلامی آپ کا خاص موضوع رہا۔ آپ 1954ء سے لے کر 1964ء تک جیل میں رہے اور بعد ازاں 29 اگست 1966ء میں آپ کو شہید کر دیا گیا۔ دیکھیے؛ قطب، سید، **فی ظلال القرآن** (ملتان: ادارہ منشورات اسلامی، اپریل 1997ء)، ص3۔

3 قطب، سید، **فی ظلال القرآن**، البقرۃ:152، ص206۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

کے زاویوں کو درست کیا۔ سوچ کی درستگی کے ساتھ ساتھ اس کی حد بندی بھی کی تاکہ بشری کمزوریوں کے باعث انسان انجانے میں گمراہی کی راہوں میں نہ جا پڑے۔ فرمایا:

يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ، فَيَقُولُ: مَنْ خَلَقَ كَذَا مَنْ خَلَقَ كَذَا حَتَّى، يَقُولَ: مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ فَإِذَا بَلَغَهُ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ وَلْيَنْتَهِ [4]

شیطان تم میں سے کسی کے پاس آتا ہے اور اس سے کہتا ہے: یہ کس نے پیدا کیا؟ وہ کس نے پیدا کیا؟ حتیٰ کہ سوال کرنے لگتا ہے کہ تیرے رب کو کس نے پیدا کیا؟ لہٰذا جب نوبت یہاں تک پہنچ جائے تو اسے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنا چاہیے اور شیطانی خیال کو ترک کر دینا چاہیے۔

ایک طرف قرآن کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شیاطین انسانوں میں سے بھی ہیں اور جنوں میں سے بھی۔ دوسری طرف مذکورہ حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شیاطین کی طرف سے اٹھائے جانے والے سوالات یا پھیلائے گئے نظریات پر ایک حد سے زیادہ نہیں سوچنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آجانا چاہیے۔ اب یہ بات ہمیں جنات میں سے شیاطین کے حوالے سے واضح ہے اور ہم تقویٰ اور فکرِ آخرت کے مطابق اس سے بچنے کی بھی کوشش کرتے ہیں لیکن انسانوں میں سے شیاطین کے بارے میں ہم بالکل بھی احتیاط سے کام نہیں لیتے۔ خاص کر عصرِ حاضر میں جہاں ایک کلک (click) کی دوری پر دنیا بھر کے لوگوں کو دیکھا اور سنا جا سکتا ہے، بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ نسلِ نو میں آج جس قدر فکری کجی پائی جاتی ہے اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ فکر کو مضر مواد سے بچانے کے لیے کوئی احتیاط نہیں برتی جاتی۔ فلمیں، ڈرامے، لیکچرز اور دیگر ذرائع سے آنے والے مواد کو بلا تفریق قبول کیا جاتا ہے جس سے انسان کے دل میں باطل افکار پروان چڑھتے ہیں اور دینی افکار کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہیں۔ نسلِ نو کی افکار کی درستگی کے لیے یہ لازم ہے کہ انھیں مضر مواد سے بچایا جائے، شکوک و شبہات کو دلائل سے رفع کیا جائے اور باطل افکار کا استدلالی رد کیا جائے۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

ہر دور میں مسلمانوں کو درپیش تحدیات پر اہل علماء نے علمی و تحقیقی کام کیا اور امت کی درست رہنمائی کی۔ ابتدائی دور میں اس حوالے سے ائمہ اربعہ کا کام نمایاں ہے۔ انھوں نے فقہی احکام کے مرتب کرنے کے ساتھ ساتھ دینی افکار کا بھی دفاع کیا اور باطل افکار کو رد کیا۔ محدثین نے بھی احادیثِ نبویہ ﷺ کی جمع و تدوین کے ذریعے اُمت کی علمی و فکری رہنمائی کی۔ ان کے علاوہ امام ابو الحسن اشعری، امام ابو بکر محمد باقلانی، امام ابو حامد الغزالی، امام فخر الدین رازی، امام ابو العباس احمد ابن تیمیہ، شاہ ولی اللہ دہلوی اور دیگر علماء نے اپنے اپنے دور میں فکری تحدیات سے اُمت کا تحفظ کیا۔ ماضی میں ہونے والے اس علمی و تحقیقی کام نے اپنے اپنے دور میں اُمت مسلمہ کی افکار کو درست رکھنے میں کلیدی کردار ادا کیا لیکن عصر حاضر کے تحدیات مختلف اور پیچیدہ ہیں جن کے لیے از سرِ نو تحقیق کی ضرورت ہے۔

عصر حاضر کی تحدیات پر بھی کافی کام ہوا ہے اور اُمتِ مسلمہ کی افکار کو درست رکھنے کے لیے مختلف سطحوں پر کاوشیں

4 بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، کتاب بدء الخلق، (سعودی عرب، ریاض: دار السلام، 1433ھ / 2012ء)، ج3، ص484، ح3276۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

جاری ہیں۔اس حوالے سے نمایاں علمی و تحقیقی کام سید ابو الاعلیٰ مودودی اور سید قطب کا ہے۔سید ابو الاعلیٰ مودودی کی تحریروں میں زیادہ نمایاں آپ کی تفسیر تفہیم القرآن ہے۔اسی طرح سید قطب کی تحریروں میں نمایاں آپ کی تفسیر فی ظلال القرآن ہے۔ڈاکٹر اسرار احمد نے بھی تفسیر بیان القرآن میں عصر حاضر کے فکری مسائل پر تبصرہ کیا ہے۔ قرآن کریم کی تفسیر عموماً آیت بہ آیت کی جاتی ہے اور اس لیے اس میں کسی خاص موضوع کے حوالے سے تمام تر نکات کو ایک جگہ یکجا نہیں کیا جاسکتا اور دوسرا یہ کہ بعض وہ افکار یا مسائل جو کسی بھی آیت سے تعلق نہیں رکھتے ممکن ہے اہم ہونے کے باوجود زیر بحث نہ آئیں۔یہی معاملہ مذکورہ بالا تفاسیر کا ہے اور اسی وجہ سے زیر بحث موضوع پر تحقیق کے لیے خلا موجود ہے۔اس کے علاوہ عصر حاضر کے مسائل پر ڈاکٹر سید عزیز الرحمٰن نے قومی سیرت النبی ﷺ کانفرنسوں میں تعلیماتِ نبوی ﷺ پر سات مقالات پیش کیے اور 2005ء میں تعلیماتِ نبوی ﷺ اور آج کے زندہ مسائل کے نام سے کتابی شکل میں انھیں شائع کیا۔ لیکن ان مقالات کو لکھے تقریباً 20 سال سے زائد کا عرصہ بیت چکا ہے اور اس عرصہ میں بہت سے مسائل کی نوعیت بدل چکی ہے اور بہت سے نئے مسائل جنم لے چکے ہیں جن کا مدلل جواب، نسلِ نو کا مطالبہ اور ضرورت ہے۔ اسی خلا کو پُر کرنے کے لیے مقالہ ھذا میں نسلِ نو کو درپیش نمایاں فکری تحدیات کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔

منہج تحقیق

اس تحقیقی مقالے میں تجزیاتی منہج تحقیق اختیار کیا گیا ہے۔اسلامی تعلیمات کی روشنی میں نسلِ نو کو درپیش نمایاں فکری تحدیات کا حل پیش کرنے سے پہلے ان تحدیات کی مختصر اًنشاندہی کی گئی ہے اور ان کے منفی اثرات پر بھی بحث کی گئی ہے۔

فکری تحدیات کے حل میں اسلامی تعلیمات کی ضرورت واہمیت

فطرت کا قانون ہے کہ جب روشنی نہیں ہوتی تو اندھیرا خود بخود اس کی جگہ لے لیتا ہے۔یہی معاملہ حق کی روشنی اور باطل کی تاریکی کا ہے۔اسلامی تعلیمات وہ نور ہے جو افراد اور ملک و معاشرے کو جہالت کی تاریکیوں سے بچائے رکھتا ہے اور اگر معاشرے کو اس سے دور کر دیا جائے تو جہالت کا اندھیرا چار سو پھیل جاتا ہے۔اسلام کے نور اور کفر کی تاریکی کو قرآن کریم نے مختلف مقامات پر الگ الگ انداز میں بیان کیا ہے۔سورۃ البقرۃ میں فرمایا:

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰۗـــُٔــھُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ [5]

ترجمہ: اللہ ایمان والوں کا کارساز ہے۔وہ انہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آتا ہے۔اور جن لوگوں نے کفر کیا، ان کے سرپرست طاغوت ہیں، جو انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں۔یہی لوگ آگ والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اسلامی تعلیمات کے دو بنیادی مآخذ ہیں: ایک قرآن کریم اور دوسرا سنتِ نبوی ﷺ۔جہاں قرآن کریم کا معاملہ ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا خود ذمہ لیا جس کا ذکر خود قرآن کریم میں موجود ہے۔اسی طرح سنتِ نبوی ﷺ کی کتابت و تدوین

---

5 البقرۃ:257۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).

کا جس احتیاط سے اہتمام کیا گیا وہ بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت اور نصرت سے ہی ممکن ہوا۔ تاریخی پہلو سے بھی یہ بات ثابت شدہ ہے کہ قرآن میں کسی طرح کی کوئی تحریف نہیں ہوئی۔ سنتِ نبوی ﷺ کے بارے میں بہت معمولی سا اختلاف پایا جاتا ہے۔ مجموعی طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ قرآن کریم اور سنتِ نبوی ﷺ کی حفاظت کا اہتمام اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا اس لیے ان کے الٰہی ہدایت ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اللہ رب العزت نے جہاں یہ واضح کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ انسانیت کے لیے کامل نمونہ ہے وہاں آپ ﷺ کی اطاعت کو بھی لازم قرار دے دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں مختلف مقالات پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا بھی حکم دیا گیا۔ ابتدائی دور میں مسلمان اسلامی تعلیمات پر صحیح معنوں میں عمل پیرا ہوئے تو دور نبوی ﷺ میں ریاستِ مدینہ کی صورت میں ایک مثالی ریاست قائم ہوئی جس کی نظیر نہ اس دور میں تھی اور نہ آج ملتی ہے۔ پھر انہی بنیادوں پر قائم خلافتِ راشدہ کا دور بھی ایک مثالی دور تھا۔ پھر مسلمان جوں جوں اسلامی تعلیمات سے دور ہوتے گئے تنزلی اور فتنوں کا شکار ہوتے گئے۔ عصرِ حاضر میں جب مسلمان میڈیا کی یلغار، مغربی تہذیب کے پھیلاؤ اور دیگر عوامل کے باعث جہالت کی تاریکیوں میں جا پڑے ہیں، ایسے میں انھیں اس تاریکی سے نکالنے کے لیے اسلامی تعلیمات کو واضح کرنا اور انھیں قابل عمل بنا کر پیش کرنا اور بھی اہم ہو گیا ہے۔

نسلِ نو کو لاحق نمایاں فکری تحدیات

انسان کی پیدائش کا مقصد آزمائش ہے جیسا کہ قرآن کریم کی متعدد آیات سے واضح ہے۔ سورۃ الملک میں فرمایا:

الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ 6

جس نے زندگی اور موت کو پیدا کیا تا کہ تمھیں آزمائے کہ تم میں سے کس کے کام اچھے ہیں اور وہ غالب بخشنے والا ہے۔

جو بھی انسان اس دنیا میں آتا ہے، اسے آزمائشوں سے ہر صورت گزرنا پڑتا ہے سوائے چند استثناءات کے، جیسے مجنون شخص اور کمسنی میں وفات پانے والا وغیرہ۔ مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ ہر دور کی آزمائشیں مختلف رہی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف اقوام اور ادوار کے لیے الگ الگ انبیاء کرامؑ مبعوث فرمائے۔ تمام انبیاء کرامؑ کے پیغام کے دو بنیادی جزو تھے۔ ایک وہ بنیادی پیغام جس میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانا، حشر و حساب اور جنت و دوزخ وغیرہ شامل ہیں اور یہ پیغام ہر نبیؑ کی دعوت کا جزو رہا ہے۔ دوسرا وہ پیغام تھا جو اس قوم کے لیے خاص تھا جس کی طرف وہ نبیؑ بھیجے گئے تھے، جیسے اہل مدین ناپ تول میں کمی اور رہزنی کے فتنہ میں مبتلا تھے۔7 قوم لوط جنسی بے راہ روی کے فتنہ میں مبتلا تھی۔8 اسی طرح دیگر اقوام بھی الگ الگ فتنوں میں مبتلا تھیں۔ ان اقوام کی ضرورت کے مطابق انبیاء کرامؑ اور کتابیں اتاری گئیں۔ رسول اللہ ﷺ چونکہ آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ کے بعد اب کسی نبی نے نہیں آنا اس لیے آپ ﷺ کی اُمت بھی آخری اُمت ہے۔ اُمت محمدیہ ﷺ کو

---

6 الملک:2۔

7 الشعراء:181-183۔

8 الشعراء:165۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).

درپیش مسائل اور فتنے پچھلی امتوں سے کئی گنا زیادہ اور شدید ہیں۔ جس طرح کثرت اور تیزی کے باعث بارش کے قطروں کا شمار مشکل ہوتا ہے اسی طرح آج مسلمانوں کو درپیش تحدیات اور فتنے شمار سے باہر ہیں۔ خاص کر نسلِ نو کی افکار کو آلودہ کرنے کے لیے ہر طرف سے حملے ہو رہے ہیں۔ یہ حملے اسلامی عقائد سے لے کر عبادات و معاملات تک ہر شعبے میں نسلِ نو کی افکار کو آلودہ کر رہے ہیں۔ ان افسوس کن حالات میں اہلِ علم کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ اسلامی افکار کو فروغ دیں اور ان کی حکمت مسلمانوں پر واضح کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ مغربی تہذیب کا اصل چہرہ بھی بے نقاب کریں تاکہ مسلمان اس کی پیروی میں فخر نہ کرتے پھریں۔ اس وقت مسلمانوں کو بے شمار فکری تحدیات کا سامنا ہے جس میں سے نمایاں فکری تحدیات پر ہم یہاں بحث کریں گے۔

1۔ مغربی تہذیب اور فکری مرعوبیت

اسلام کی یہ خوبی ہے کہ وہ اغیار کی بھی اچھی اقدار کو اپنانے کی اجازت دیتا ہے لیکن اس بات کی قطعاً اجازت نہیں دیتا کہ اغیار کی تہذیب سے متاثر ہو کر دینی اقدار کو ہی ترک کر دیا جائے۔ عصرِ حاضر میں مغربی دنیا کے اثر و رسوخ کے باعث مغربی تہذیب نے پوری دنیا کو متاثر کیا ہے۔ مسلمان بھی اس وبا سے نہ بچ سکے۔ بظاہر تو یہ تہذیب بڑی پرکشش معلوم ہوتی ہے لیکن اس کے اندر بے شمار فتنے پنہاں ہیں جو افراد اور معاشرے کے روحانی، معاشرتی اور اخلاقی پہلوؤں کو برباد کر کے رکھ دیتے ہیں۔ مغربی تہذیب کا اصل چہرہ بے نقاب کرتے ہوئے علامہ اقبال لکھتے ہیں:

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیبِ حاضر کی
یہ صنّاعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے
وہ حکمت ناز تھا جس پر خردمندانِ مغرب کو
ہوس کے پنجۂ خونیں میں تیغِ کارزاری ہے[9]

ان اشعار سے علامہ اقبالؒ کی مراد یہ ہے کہ بلاشبہ مغربی تہذیب بظاہر بہت پرکشش ہے لیکن حقیقت میں بالکل کھوکھلی اور بیکار ہے۔ مغربی علم و حکمت جس پر مغربی دانشوروں کو بہت ناز ہے اور مسلمان بھی جس سے مرعوب ہیں، وہ حکمت دراصل سراپائے شر ہے۔ اس وقت نسلِ نو ایک طرف تو جدید نظامِ تعلیم کے باعث دینی اقدار سے بیگانہ اور دور ہے اور دوسری طرف مغربی تہذیب کو ان کے سامنے بڑا پرکشش بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ دینی شعور نہ ہونے کے باعث یہ پُرفریب تہذیب انھیں متاثر کرتی ہے اور وہ اسے اپنا لیتے ہیں۔ لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ مغربی دنیا میں جو غلط رسم و رواج ہیں نسلِ نو ان سب کو اپنانے میں فخر محسوس کرتی ہے۔ مغربی دنیا نے بے حیائی اور بے لباسی کو اپنایا تو مسلمان بھی ان کے پیچھے چل پڑے اور بے لباسی پر فخر کرنے لگے اور پردے کو جہالت اور قدامت پسندی جاننے لگے۔ اس حوالے سے علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی
ڈھونڈلی قوم نے فلاح کی راہ
روشِ مغربی ہے مدِ نظر

9 اقبال، علامہ، محمد، **کلیاتِ اقبال (اردو)**، بانگِ درا، (طلوعِ اسلام۔ لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 1990ء)، ص297۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

وضعِ مشرق کو جانتے ہیں گناہ[10]

یہاں علامہ اقبالؒ اس حقیقت کو واضح کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے انگریزی زبان کو ترقی اور فلاح کی علامت بنالیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمان مغربی تہذیب سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ جب مغربی تہذیب کی عقیدت ان کے دلوں میں بیٹھ گئی تو اسلامی تہذیب انھیں عیب دار معلوم ہونے لگی۔ علامہ اقبالؒ نے اس حقیقت کا جو نقشہ کھینچا تھا وہ آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ آج جسکا حلیہ اور بول چال مغربی طرز کی ہو اسے تہذیب یافتہ اور پڑھا لکھا خیال کیا جاتا ہے جبکہ اسلامی حلیہ والے شخص کو حقیر سمجھا جاتا ہے، چاہے وہ کتنا ہی معزز اور پڑھا لکھا ہو۔ اسلام نے غیر مسلم اقوام سے حصولِ علم کو منع نہیں کیا لیکن اسے کامیابی اور عزت و اکرام کا معیار بنانے کی قطعاً اجازت نہیں دی۔ آج ہم نے مغربی تعلیم اور تہذیب کو حد سے زیادہ اہمیت دے کر اسے عزت و کامرانی کا معیار بنالیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حکمرانوں سے لے کر عوام تک ہر طبقے، شعبے اور ادارے میں مغربی تہذیب کا اثر غالب نظر آتا ہے۔ ایسے حالات میں مغربی تہذیب سے نسلِ نو کا متاثر ہونا ایک فطری عمل ہے۔ نتیجتاً فکری مرعوبیت کے باعث دینی افکار و اقدار کی اہمیت نسلِ نو کے دلوں سے ختم ہوتی جارہی ہے۔ وہ بے پردگی، بے حیائی، سنت کی خلاف ورزی، فرائض کے ترک اور دیگر غیر شرعی معاملات کا بڑی دیدہ دلیری سے دفاع کرتے ہیں۔ تہذیبِ حاضر کے اس غلبے کو توڑنے اور اسلامی تعلیمات کو رواج دینے کے لیے نسلِ نو کی درست فکری رہنمائی وقت کی اہم ضرورت ہے۔

2۔ فرقہ وارانہ اور قوم پرستانہ افکار

اسلام نے دینی امور میں اختلاف کی اجازت دی ہے لیکن اختلاف کی بنیاد پر فرقہ بندی اور گروہ بندی کی اجازت نہیں دی۔ مسلمانوں میں بدقسمتی سے فرقہ بندی اور پھوٹ پہلی صدی ہجری میں ہی پڑ چکی تھی اور وقت کے ساتھ فرقوں میں اضافہ ہوتا گیا۔ لیکن جس قدر شدت اور عداوت آج کے دور میں پائی جاتی ہے، ماضی میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ کلمہ گو ہونے کے باوجود ایک دوسرے کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے، ایک دوسرے کے معاملات میں شریک نہیں ہوتے اور بہت سے مسلح گروہ سرگرم عمل ہیں جو مخالفین کے قتل کے درپے رہتے ہیں۔ اس فرقہ واریت نے مسلمانوں کی وحدت کو بہت بری طرح متاثر کیا ہے۔ علامہ اقبالؒ فرقہ واریت کے پیچھے کارفرما محرک کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

یہ ہند کے فرقہ ساز اقبال آزری کر رہے ہیں گویا

بچا کے دامن بتوں سے اپنا غبارِ راہِ حجاز ہو جا[11]

یعنی جس طرح آزر کا پیشہ بت پرستی تھا، اسی طرح آج فرقہ پرستی بھی ایک پیشہ بنالیا گیا ہے اور فرقہ سازوں نے اپنے پیشہ کو بچانے کے لیے اسلام اور مسلمانوں کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے۔ جہاں مسلمانوں نے مجموعی طور پر علمی اور عملی سطح پر اسلام کا دفاع کرنا تھا اور باطل کو رد کرنا تھا، وہ اب آپس میں ہی ایک دوسرے کے خلاف سرگرمِ عمل ہیں۔ ایسے میں اسلام مخالف قوتوں کے لیے راستہ بالکل صاف ہو گیا اور بلا کسی رکاوٹ کے وہ اپنے مقاصد حاصل کرتے جارہے ہیں۔ اس ساری صورتِ حال کو

10 اقبال، **کلیاتِ اقبال (اردو)**، بانگِ درا۔ ص315۔

11 اقبال، **کلیاتِ اقبال (اردو)**، بانگِ درا۔ ص155۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).

مد نظر رکھتے ہوئے اگر یہ کہا جائے کہ فرقہ ساز دراصل اسلام مخالف قوتوں کے آلہ کار ہیں تو غلط نہ ہوگا کیونکہ وہ اپنے اس عمل سے مسلمانوں کی جمیعت کو کمزور کر کے باطل کے لیے راہ ہموار کر رہے ہیں۔ اس فرقہ وارانہ سوچ کے پیچھے پورا ایک نظام کار فرما ہے جس کی نشاندہی کرنا اور اس کی درستگی کرنا نہایت ضروری ہے۔ مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں کہ قرآن مجید کی نظر میں فرقہ پرستی فرعون کی ایجاد ہے۔ فرعون عوام میں تفرقہ بازی اور گروہ بندی کا بڑا ماہر تھا۔ اس نے اپنی جھوٹی خدائی کے بچاؤ کے لیے یہ ہتھکنڈے استعمال کیے۔ عوام کو ٹولیوں میں بانٹ رکھا تھا۔ آج مسلمانوں کی یہ فرقہ بندیاں اور گروہی اختلافات دراصل فرعونی ذہنیت کی ہی پیداوار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو فرقہ پرستی کی لعنت سے بچائے۔[12] اسی طرح قومیت اور وطنیت نے مسلمانوں کی جمیعت کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ قوم اور ملک سے محبت ایک فطری بات ہے۔ کوئی بھی شخص جس جگہ اور جن لوگوں میں رہتا ہے اس جگہ اور لوگوں سے متعلق اس کے دل میں محبت ضرور پیدا ہو جاتی ہے۔ اسلام نے اس محبت سے روکا نہیں بلکہ اس کی حدود کا تعین کیا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں قومیت کا تصور بہت عروج پر تھا اور قوم کی محبت میں دینی، سماجی اور اخلاقی اقدار کا بالکل خیال نہیں رکھا جاتا تھا۔ اسلام نے علمی اور عملی طور پر قومیت کے اس تصور کی نفی کی۔ مسلمانوں میں قومیت کا تصور کسی حد تک ہر دور میں موجود رہا لیکن عصرِ حاضر میں اس میں زیادہ شدت آئی ہے۔ مسلمانوں میں جدید قومیت کا تصور اس طرح پیدا ہوا کہ 1922ء میں سلطنت عثمانیہ کے خاتمے کے بعد مسلمانوں کے بہت سے علاقے برطانیہ اور فرانس کے زیر تسلط آ گئے۔ اس کے بعد عرب قوم پرستی کی تحریکیں اٹھیں اور آہستہ آہستہ اسلامی علاقوں سے عالمی طاقتوں کا تسلط ختم ہوا۔ اسی طرح تقسیم برصغیر کے ذریعے پاکستان معرضِ وجود میں آیا۔ افغان سوویت جنگ کے بعد سوویت یونین بھی ٹوٹ گئی اور بہت سی اسلامی ریاستوں کو آزادی ملی۔ مسلمانوں کی یہ آزادی خوش آئند بات ہے لیکن تباہ کن تبدیلی یہ آئی کہ قوم پرستی کی تحریکوں نے مسلمانوں کے اندر سے اتحاد کے جذبہ کو کمزور کر دیا اور قومیت کے جذبے کو رواج دے دیا۔ قوم پرستی کے اسی جذبے کے تحت مسلمانوں کے مابین بہت سے جنگیں ہوئیں جنھوں نے مسلمانوں کی جمیعت اور قوت کو بری طرح متاثر کیا۔ جیسے 1980ء سے 1988ء تک عراق ایران جنگ، 1990 میں عراق کا کویت پر حملہ اور 1991ء میں عراق کے خلاف جنگ خلیج (Gulf War)۔ اسی طرح 1971ء میں قوم پرستی ہی کی بنیادوں پر بنگلہ دیش کی علیحدگی سے پاکستان دولخت ہوا۔ موجودہ حالات میں بھی قوم پرستی کی بنیاد پر مسلمان ممالک کے مابین بہت سے تنازعات چل رہے ہیں۔ علامہ اقبال کی فراست نے قوم پرستی کے اس ناسور کو بہت پہلے ہی بھانپ لیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے وطنیت کے نام سے ایک پوری نظم لکھی اور مسلمانوں پر واضح کیا کہ اسلام میں وطن کی کیا حیثیت ہے اور موجودہ دور میں وطن کن معنوں میں استعمال کیا جا رہا ہے۔ آپ نے عصرِ حاضر کی وطنیت اور قومیت کو مذہب کے لیے کفن قرار دیا ہے۔ فرمایا:

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے

جو پیرہن اس کا ہے، وہ مذہب کا کفن ہے[13]

یہی وجہ ہے کہ آج نسلِ نو اس حوالے سے تذبذب کا شکار ہے کہ وطن اور مذہب میں توازن کیسے قائم کیا جائے؟ لہٰذا

---

12 شفیع، مولانا مفتی محمد، **وحدتِ امت** (فیصل آباد: طارق اکیڈمی، 14 اگست 2004)، ص 13۔

13 اقبال، **کلیاتِ اقبال (اردو)**، بانگِ درا۔ ص 187۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).

وحدتِ امت کے لیے ضروری ہے کہ فرقہ واریت اور قومیت کے بارے میں نسلِ نو کی فکری رہنمائی کی جائے تا کہ ان کی توانائیاں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف استعمال ہونے کی بجائے اسلام اور مسلمانوں کی سربلندی کے لیے استعمال ہوں۔

3۔ اسلامی تصورِ حیا سے فکری انحراف

اسلام میں تصورِ حیا کی حکمت اور اس کے احکام بہت واضح ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں پہلے مردوں کو نظریں نیچی رکھنے اور شرمگاہوں کی حفاظت کا حکم دیا اور اس کے بعد عورتوں کو نظریں نیچی رکھنے، شرمگاہوں کی حفاظت اور پردے کا حکم دیا۔[14] اس کے ساتھ ساتھ قرآن کریم میں پردے کی حکمت بھی بیان کر دی گئی۔ ایک یہ کہ غیر مرد و عورت ایک دوسرے کی طرف مائل نہ ہوں۔ دوسرا عورتیں ایذا سے بھی محفوظ رہیں، ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ [15]۔ پردہ چونکہ حیا اور پاکدامنی کی علامت ہے اس لیے پردہ دار عورت کے بارے میں نفس و شیطان کے لیے کسی مرد کو بہکانا دشوار ہوتا ہے اور وہ محفوظ رہتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے پردے کے احکامات اور حکمت کو واضح کیا اور ریاست مدینہ میں انفرادی اور اجتماعی سطح پر ان احکامات کا نفاذ بھی کیا۔ اُمت میں عملی طور پر ہر دور میں کچھ کمزوریاں رہی ہیں لیکن اسلام کے بنیادی احکامات کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا نہیں ہوئے۔ پردے کے بارے میں معمولی فقہی اختلاف ضرور رہا لیکن بنیادی احکامات پر سب متفق رہے۔ عصرِ حاضر کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ دنیا کے کسی بھی حصے میں اسلامی تعلیمات پر صحیح طریقے سے عمل درآمد نہیں ہو رہا۔ جہاں تک پردے کا معاملہ ہے تو اس میں دیگر معاملات کی بہ نسبت زیادہ بے احتیاطی برتی جا رہی ہے۔ ہر ملک کے اپنے اپنے قوانین ہیں۔ بعض ممالک میں پردے کا حکم صرف قانون کی حد تک ہے اور عملی طور پر اس کا کوئی نشان نظر نہیں آتا اور اکثر ممالک میں قانونی طور پر بھی اس حوالے سے مکمل آزادی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آزادیِ اظہار رائے کے نام پر ہر شخص کو یہ آزادی حاصل ہے کہ کسی بھی معاملے میں اپنی رائے کا اظہار کر سکتا ہے۔ ایسے میں بہت سے لوگ لاعلمی میں کبھی پردے کو عرب ثقافت سے جوڑ دیتے ہیں اور کبھی اسے بندے اور اللہ تعالیٰ کے مابین معاملہ بنا کر پیش کرتے ہیں۔ شرعی احکامات کی ایسی تاویلات سے نسلِ نو کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہیں۔ نسلِ نو جب ایسے تبصرے میڈیا پر دیکھتی ہے تو ان کی فکر متاثر ہوتی ہے اور اسلامی تعلیمات کے خلاف ان کے اندر بغاوت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ جن ممالک میں پردے کے حوالے سے تھوڑی سختی پائی جاتی ہے وہاں ہر تھوڑے عرصے کے بعد پردے کو لے کر کوئی نہ کوئی ہنگامہ کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ ایران میں 2022ء میں اخلاقی پولیس کی حراست میں ایک 22 سالہ لڑکی مہسا امینی کی ہلاکت کے بعد پردے کے خلاف ملک گیر مظاہرے ہوئے اور ان میں تقریباً 500 کے قریب مظاہرین کی اموات ہوئیں۔[16] ایران میں اس طرح پردے کے خلاف ہر سال مظاہرے ہوتے ہیں البتہ اموات کی شرح عموماً اس سے کم ہوتی

14 النور: 30-31۔

15 الاحزاب: 53 اور 59۔

16 Maziar Motamedi, “Iran: One year after the death of Mahsa Amini”, Al Jazeera. September 16, 2023, available at: https://www.aljazeera.com/news/2023/9/16/iran-one-year-after-the-death-of-mahsa-amini (accessed on: 13.04.2026)

This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

ہے۔ اسی طرح افغانستان میں بھی وقتاً فوقتاً حجاب کے خلاف مظاہرے ہوتے رہتے ہیں۔17 حجاب کے خلاف ان مظاہروں کی وجہ بالکل واضح ہے۔ اس وقت پوری دنیا میں خواتین کو لباس کے حوالے سے مکمل آزادی ہے۔ سکول، کالج، دفتر، میڈیا، کھیلوں کے میدان، نیز کسی بھی جگہ پردے کے دینی احکامات کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا۔ مزید ظلم یہ کہ اس رویہ کو غلط بھی نہیں سمجھا جاتا بلکہ اس کے حق میں دلائل پیش کیے جاتے ہیں۔ ایسے ماحول سے متاثر ہو کر مسلمان عورتیں بے پردگی کو اپنا حق اور ذاتی معاملہ سمجھنے لگتی ہیں۔ لہٰذا جب ان سے اس حوالے سے کبھی سوال کر لیا جائے تو دلیری کے ساتھ اس کا دفاع کرتی ہیں۔ مرد، غیر محرم عورتوں سے بات چیت اور ملنے جلنے میں کوئی عیب نہیں سمجھتے۔ عوام کے ساتھ ساتھ علماء بھی اس حوالے سے بے احتیاطی کرتے ہیں اور مختلف ٹی وی شوز میں بے پردہ عورتوں کے سامنے بلا تکلف بیٹھتے ہیں اور گفتگو کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ 2024ء میں ڈاکٹر ذاکر نائیک نے پاکستان کے دورے کے دوران ایک انٹرویو میں اس رویے پر تنقید کی تو انھیں لوگوں کی طرف سے سخت ردِ عمل کا سامنا کرنا پڑا۔18 ملکی سطح پر یہ حال ہے کہ ملکی قوانین کے نفاذ کے لیے حکومتیں کسی بھی حد تک چلی جاتی ہیں لیکن پردے اور دیگر اسلامی تعلیمات کے نفاذ کے لیے کوئی خاطر خواہ اقدامات نہیں لیے جاتے۔ لاعلمی اور غفلت میں بعض دفعہ بے پردگی کو حکومتیں خود فروغ دیتی ہیں۔ جس کی سب سے نمایاں مثال ہر سال اداکاروں اور اداکاراؤں کو ملنے والے ملکی ایوارڈز ہیں۔ اب یہ تمام ترچیزیں کسی خاص علاقہ تک محدود نہیں بلکہ میڈیا کے ذریعے پوری دنیا میں پہنچتی ہیں۔ ایسے میں دنیا بھر کے مرد و خواتین یہ سب کچھ دیکھ کر فکری طور پر متاثر ہوتے ہیں اور اسلام کے ان احکامات کو اپنے لیے بوجھ سمجھنے لگتے ہیں۔

مجموعی طور پر صورتِ حال یہ ہے کہ شریعت کے واضح احکامات کے باوجود نسلِ نو کے اندر ایسی سوچ پیدا کر دی گئی ہے کہ وہ بے حیائی کی ان باتوں کو بالکل برا نہیں جانتے اور اگر پردے اور حیا کی بات ان کے سامنے رکھی جائے تو تضحیک اور تنقید سے رد کر دیتے ہیں۔ اس رویے اور فکر کی درستگی کے لیے اگر کاوشیں نہ کی گئیں تو جس طرح آج مغربی دنیا کو بے شمار خاندانی مسائل کا سامنا ہے، مسلمان بھی ان سے بچ نہیں سکیں گے۔

4۔ جہاد کی غلط تعبیرات اور دہشتگردی

حق و باطل کی کشمکش ہر دور میں رہی ہے اور باطل کے فتنہ سے دنیا کو بچانے کے لیے اہل حق پر جہاد لازم رہا ہے۔ قرآن کریم نے سابقہ اُمتوں کے جہاد کا تذکرہ مختلف مقامات پر کیا ہے۔ سورۃ البقرۃ میں بنی اسرائیل پر جہاد کی فرضیت کا تذکرہ کیا گیا ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے جالوت کے مقابلے میں طالوت کو بادشاہ مقرر کیا۔ اس جنگ میں قلیل تعداد کے باوجود بنی اسرائیل کو فتح نصیب ہوئی اور حضرت داؤدؑ کے ہاتھوں جالوت قتل ہوا۔19 اُمتِ مسلمہ کو ابتدائی دور میں جہاد سے روکا گیا اور ہجرتِ مدینہ کے بعد

17 "Police crackdown on anti-hijab protests in western Afghanistan", The Express Tribune. June 09, 2026, available at: https://tribune.com.pk/story/2612260/police-crack-down-on-anti-hijab-protests-in-western-afghanistan (accessed on: 13.06.2026)
18 "Dr. Zakir Naik Shocking Statement", GNN, October 11, 2024, available at: https://www.youtube.com/watch?v=ieuk5NGzDgo (accessed on: 13.04.2026)
19 البقرۃ:246-251۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).

فرضیتِ جہاد کی آیات نازل ہوئیں اور حق و باطل کا پہلا معرکہ ہجرت کے دوسرے سال پیش آیا جسے یوم فرقان کا نام دیا گیا۔[20] اس کے بعد یکے بعد دیگرے مسلمانوں اور کفار میں کئی جنگیں ہوئیں۔ بعد کے مسلمانوں میں کمزوری ضرور آئی جس کا قرآن کریم نے بھی تذکرہ کیا، لیکن جہاد جاری رہا۔ انیسویں اور بیسویں صدی میں جب استعماری قوتوں نے دنیا کے مختلف علاقوں پر قبضہ شروع کیا تو انھیں سب سے زیادہ مسلمانوں کی طرف سے مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ انھوں نے دیکھا کہ مسلمان تمام تر کمزوریوں اور وسائل کی کمی کے باوجود جان ہتھیلی پر رکھ کر ان کے مقابلے کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں تو انھوں نے اس جذبہ کے پیچھے کار فرما محرک کو پرکھا اور اسے کمزور کرنے کے لیے کاوشیں شروع کر دیں۔ یہ مضبوط محرک جہاد تھا۔ لہٰذا جہاد کے جذبے کو کمزور کرنے کے لیے مختلف حربے استعمال کیے گئے۔ ان حالات میں جہاں بہت سے علماء ڈٹے رہے اور ظلم اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں وہاں بعض علماء نے استعماری قوتوں کے آگے سر تسلیم خم کر دیا اور جہاد کی خلاف ان کا ساتھ دیا۔ علامہ اقبالؒ اس حقیقت سے اچھی طرح آگاہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اپنی شاعری میں انھوں نے ایسے واعظین پر مختلف مقامات پر تنقید کی ہے۔ فرماتے ہیں:

کچھ غم نہیں جو حضرتِ واعظ ہیں تنگ دست

تہذیبِ نو کے سامنے سر اپنا خم کریں

ردِ جہاد میں تو بہت کچھ لکھا گیا

تردیدِ حج میں کوئی رسالہ رقم کریں[21]

جس طرح حج ایک فریضہ ہے اسی طرح جہاد بھی ایک فریضہ ہے۔ علامہ اقبالؒ ایسے واعظین کو مخاطب کر کے تنزیہ انداز میں یہ فرمارہے ہیں کہ جہاں تم جہاد کی مخالفت میں استعماری قوتوں کا ساتھ دے رہے ہو اور اس فرض کی نفی کر رہے ہو تو پھر حج بھی اسی طرح کا ایک فریضہ ہے اس کی بھی نفی کر دو تاکہ تمھارا اصل چہرہ مسلمانوں کے سامنے آجائے۔ بہر حال بیسویں صدی میں جہاد کے خلاف اسی طرح کی کاوشیں جاری رہیں۔ 1979ء میں ایران کا اسلامی انقلاب اور 1989ء میں سوویت یونین کی افغانستان کے ہاتھوں شکست کے بعد 1995 میں طالبان کی مثالی حکومت کا قیام، مغربی دنیا کو قابل قبول نہ تھا اور وہ مستقبل میں انھیں اپنے لیے ایک خطرے کے طور پر دیکھنے لگے۔ 2001ء میں نائن الیون کے واقعہ کو جواز بنا کر امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے افغانستان پر حملہ کر دیا۔ امریکہ کے اس وقت کے صدر جارج ڈبلیو بش نے اس جنگ کو صلیبی جنگ بھی کہا اور (War on Terror) بھی کہا۔[22] صلیبی جنگوں سے مراد مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان 1095ء سے 1291ء تک ہونے والی خونیں جنگیں ہیں، جس میں صلاح الدین ایوبی نے بیت المقدس کو عیسائیوں سے دوبارہ آزاد کرایا تھا۔ اور (War on Terror) یعنی دہشتگردی کے خلاف جنگ سے مراد وہ جنگ ہے، جس کے خلاف اِس وقت پوری دنیا بشمول اسلامی ممالک لڑ رہے ہیں۔ اس اصطلاح کا سب سے پہلے استعمال

20 الانفال:41۔

21 اقبال، **کلیاتِ اقبال (اردو)**، بانگِ درا۔ ص316۔

22 Waldman, Peter & Popestaff, Hugh, “'Crusade' Reference Reinforces Fears War on Terrorism Is Against Muslims”, Wall Street Journal, September 21, 2001, available at: https://www.wsj.com/articles/SB1001020294332922160 (accessed on: 13.04.2026)

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

2001ء میں امریکی صدر جارج ڈبلیو بش ہی کی زبان سے ہوا۔23 یہ وہ دور تھا جب مغربی قوتیں جہاد اور دہشتگردی کو ایک ہی صف میں کھڑا کرنے میں کامیاب ہوئیں۔اسی دور میں اسلامی ممالک کے تعلیمی نصاب کو بدلا گیا اور جہاد کی آیات کو اس میں سے نکال دیا گیا۔24 مختلف طریقوں سے جہاد کو بدنام کرنے کی کوششیں کی گئیں، جس میں میڈیا کا استعمال کیا گیا، بہت سی دہشتگرد تنظیمیں کھڑی کی گئیں اور ان کی مالی معاونت کی گئی، اس کے ساتھ ساتھ ان تنظیموں کے غیر انسانی رویوں کو جہاد سے جوڑ کر اسے بدنام کیا گیا، مجاہدین کے کردار پر کیچڑ اچھال کر انھیں بھی بدنام کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ نسلِ نو کو ایک طرف تعلیمی نصاب بدل کر جہاد کی حقیقت اور حکمت سے بیگانہ کر دیا گیا اور دوسری طرف میڈیا اور دیگر ذرائع سے ان کے سامنے جہاد کا بگڑا ہوا چہرہ پیش کیا گیا۔ ایسی صورتِ حال میں انھیں جہاد کی نفرت سے کیا چیز روک سکتی ہے۔ دوسری طرف ایسے لوگ سامنے آئے جو جہاد کے فضائل سے واقف تھے، انھوں نے مسلح تنظیمیں کھڑی کیں اور بہت سے لوگ ان تنظیموں میں شامل ہوئے۔ ایسے لوگوں نے جب اسلامی حکومتوں کا رویہ دیکھا کہ یہ تو بالکل مغربی قوتوں کے سامنے سرنگوں ہیں تو انھوں نے انہی حکومتوں کے خلاف جدوجہد شروع کر دی۔ بعض تنظیمیں اس جدوجہد میں شریعت کے اصولوں کو پسِ پشت ڈال کر مسلمان افواج اور شہریوں کو نشانہ بنانے لگیں اور بعض تنظیمیں مالی معاونت کے جھانسے میں اسلام مخالف قوتوں کی آلہ کار بن گئیں اور ان کے مفادات کے لیے کام کرنے لگیں۔ اس رویہ نے جہاد کے بارے میں نسلِ نو کی سوچ کو مزید متاثر کیا اور وہ اس سے بالکل ہی بددِل ہو گئے۔ اس میں سب سے زیادہ ذمہ داری علماء کرام پر عائد ہوتی ہے کہ وہ مغرب کی ان سازشوں کو بے نقاب کریں اور مسلمانوں کو جہاد کے صحیح تصور سے روشناس کرائیں۔ موجودہ حالات میں نسلِ نو پر جہاد کی حکمت اور اس کے احکامات واضح کرنا انتہائی ضروری ہے تاکہ وہ ایک طرف اس اہم فریضے سے غافل نہ ہو اور دوسری طرف جہاد کے غلط فہم کے باعث کسی دہشتگرد تنظیم کا حصہ نہ بنیں۔

5۔ اسلام اور انسانی حقوق کے بارے میں فکری ابہام

اسلام دین فطرت ہے اور اس نے ہر جاندار کے حقوق کا خیال رکھا ہے۔ اسلام کے بعض وہ احکام ہیں جن کی حکمت عوام پر واضح ہوتی ہے اور بعض وہ احکام ہے جن کی حکمت صرف خواص پر واضح ہوتی ہے۔ قرآن کریم نے اس حکمت کو خیر کثیر قرار دیا جو ہر ایک کو عطا نہیں ہوتی۔25 حکمت کے حصول کے لیے علم، عبادت اور تقویٰ کے ایک خاص معیار تک پہنچنا ضروری ہے جس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے انسان کو خصوصی فہم عطا کرتا ہے۔ موجودہ دور میں علم و عمل کا فقدان ہونے کے باعث اکثر لوگ اس حکمت سے محروم ہیں۔ ایسے لوگ جب کسی عہدے پر ہوتے ہیں جہاں انھیں علم و حکمت کی بنیاد پر فیصلے کرنے پڑتے ہیں تو بظاہر تو وہ اپنے فہم کے مطابق درست فیصلے کر رہے ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ فطرت اور شریعت کے اصولوں کے خلاف ہوتے ہیں۔ ایسی مثالیں ہمیں دنیا بھر میں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ غیر مسلم دنیا سے تو ایسی غلطیوں کی توقع کی جا سکتی ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی اتاری

23 Waldman, Peter & Popestaff, Hugh, “'Crusade' Reference Reinforces Fears War on Terrorism Is Against Muslims”, Wall Street Journal, September 21, 2001, available at: https://www.wsj.com/articles/SB1001020294332922160 (accessed on: 13.04.2026)

24 جہاد سے متعلق آیات شامل نہ کرنے پر اسلامی نظریاتی کونسل کا اعتراض۔ روزنامہ جنگ، اگست 03، 2016۔
Available at: https://jang.com.pk/news/150240 (accessed on: 13.04.2026)

25 البقرۃ:246-251۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).

ہوئی شریعت کے منکر ہیں اور انھیں انسانی قوانین پر ہی انحصار کرنا پڑتا ہے۔اس کے برعکس مسلم دنیا جو شریعت پر ایمان رکھتی ہے، اس سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو پسِ پشت ڈال کر محض عقل کی بنیاد پر فیصلے دیں۔ مگر زمینی حقائق یہی ہیں کہ کہیں کم علمی و کم فہمی، کہیں ذاتی مفادات اور کہیں عالمی اداروں کے دباؤ میں آکر مسلم دنیا بہت سے شرعی احکامات کو پسِ پشت ڈالے ہوئے ہے۔ وہ کہیں دل سے اور کہیں دباؤ میں آکر بہت سے شرعی احکامات کو غیر انسانی تسلیم کرچکے ہیں۔اگر یہ نہ ہو تو دنیا کے 56 اسلامی ممالک میں سے صرف چند ممالک میں ہی زنا، قصاص اور تہمت وغیرہ کی شرعی سزاؤں پر عمل درآمد نہ ہو رہا ہوتا۔[26]

عصرِ حاضر میں اسلام پر یہ سب سے بڑا فکری وار ہے جس نے عام لوگوں کے ساتھ ساتھ اہلِ علم کے ذہنوں کو بھی متاثر کیا ہے۔ عالمی ادارے سرِعام اسلامی قوانین کو غیر انسانی قرار دیتے ہیں اور حکومتوں سے انھیں بدلنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔[27] اگر مسلمان اس حوالے سے ابہام کا شکار نہ ہوں تو وہ ان اداروں کو دلائل کے ساتھ واضح کریں کہ یہ انسان کے بنائے ہوئے قوانین نہیں جنھیں مرضی سے بدلا جاسکے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی شریعت ہے اور اس میں یہ یہ حکمتیں ہیں؟ مسلمان حکومتیں اس کا جواب دینے کی بجائے عالمی اداروں کے دباؤ کو قبول کرتے ہوئے ان قوانین کو بدلنے کی کوششیں کرتی ہیں اور ان کی مرضی و منشا کے مطابق قانون سازی کرتی ہیں۔حال ہی میں بچوں کے حقوق کے تناظر میں پاکستان کے صوبہ، پنجاب میں 18 سال سے کم عمر افراد کی شادی کو قابلِ سزا جرم قرار دے دیا گیا ہے۔[28] یہ فیصلہ نہ تو دینی لحاظ سے درست ہے اور نہ ہی فطرت کے تقاضوں کے مطابق ہے۔ ملک بھر کے علماء نے اس فیصلے کی مذمت کی اور اسے غیر اسلامی قرار دیا۔اعتراضات کے جواب میں وزیر اطلاعات عظمیٰ بخاری نے 18 سال سے کم عمر شادی کو بچیوں کی صحت اور تعلیم کے لیے نقصان دہ قرار دیا۔[29] ایک طرف حکومت انسانی حقوق کا حوالہ دے رہی ہے اور دوسری طرف علماء کرام اسلامی تعلیمات کا حوالہ دے رہے ہیں۔اس تضاد سے ایک ضروری سوال اٹھتا ہے کہ کیا اسلامی تعلیمات میں انسانی حقوق کو ملحوظ نہیں رکھا گیا؟ حقیقت تو یہ ہے کہ اسلام نے انسانی حقوق کا بھرپور خیال رکھا ہے لیکن یہ اختلاف اسی کج فہمی کا نتیجہ ہے جس کا پہلے تذکرہ کیا گیا۔ اس طرح کے تمام مسائل کی اصل وجہ فکری کجی اور دینی احکامات میں موجود حکمت سے ناواقفیت ہے۔ مسلمان جب خود اس سے ناواقف ہیں تو وہ نہ ہی عالمی اداروں کو کوئی مدلل جواب دے پاتے ہیں اور نہ ہی ملک میں غیر اسلامی قوانین کی منظوری کو روک سکتے ہیں۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ شرعی احکامات کی

---

26 “Death penalty in 2025 – Facts and Figures”, Amnesty International, May 18, 2026, available at: https://www.amnesty.org/en/latest/news/2026/05/death-penalty-in-2025-facts-and-figures/ (accessed on: 04.07.2026)

27 Harrison Akins, “Pakistan’s Blasphemy Law”, United States Commission on International Religious Freedom, available at: https://www.uscirf.gov/sites/default/files/2019%20Pakistan%20Blasphemy.pdf (accessed on: 13.04.2026)

28 18 سال سے کم عمر افراد کی شادی جرم قرار۔ایکسپریس نیوز، فروری 21، 2026۔
Available at: https://www.express.pk/story/2801636/marriage-of-persons-under-18-years-of-age-declared-a-crime-new-ordinance-issued-2801636 (accessed on: 13.04.2026)

29 لڑکی کی شادی کی عمر کم سے کم 18 سال مقرر۔روزنامہ جنگ، اپریل 28، 2026۔
Available at: https://e.jang.com.pk/detail/1068359 (accessed on: 13.04.2026)

OPEN ACCESS Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).

حکمتوں کو سمجھا جائے اور دنیا کے سامنے ان حکمتوں کو پیش کیا جائے تاکہ اسلامی قوانین اور اقدار کا تحفظ یقینی بنایا جا سکے۔

نسلِ نو کا فکری تحفظ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

آج کا دور تیز رفتار فکری اور تہذیبی تبدیلیوں کا دور ہے جس میں نسلِ نو مختلف نظریات، افکار اور ثقافتی اثرات سے متاثر ہو رہی ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ، سوشل میڈیا اور مغربی فکر نے نوجوانوں کے سوچنے کے انداز، طرزِ زندگی اور اقدار میں نمایاں تبدیلی پیدا کی ہے۔ اس صورتحال میں نوجوانوں کی فکری رہنمائی اور ان کے عقائد و اخلاق کا تحفظ ایک اہم ضرورت بن چکی ہے۔ اسلام اپنی تعلیمات کے ذریعے انسان کو متوازن فکر، صحیح عقیدہ، اعلیٰ اخلاق اور شعوری زندگی کا درس دیتا ہے۔ یہی تعلیمات نسلِ نو کو فکری انتشار، ذہنی بے راہ روی اور اخلاقی کمزوریوں سے محفوظ رکھنے میں بنیادی کردار ادا کر سکتی ہیں۔ نسلِ نو کے فکری تحفظ کے لیے اسلام نے متعدد اصول اور رہنما ہدایات فراہم کی ہیں، جن پر عمل کر کے انھیں فکری تحدیات سے محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔ ذیل میں اس کی تفصیل پیش کی جاتی ہے۔

1۔ اسلامی تہذیب کی برتری اور فکری اعتماد کی بحالی

اسلام ایک مکمل ضابطہ ءحیات ہے اور اس میں زندگی کے ہر پہلو کے لیے رہنمائی موجود ہے۔ اس لیے مسلمانوں کو کسی بھی معاملے میں رہنمائی کے لیے اغیار کی طرف دیکھنے اور ان سے مرعوب ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر کسی تہذیب میں کوئی اچھی چیز نظر آئے تو اسے قبول کرنے سے پہلے شریعت کے پیمانے سے گزار کر پرکھ لینا لازمی ہے۔ کوئی بھی پہلو جو شریعت سے متصادم ہو اسے نہیں اپنایا جا سکتا، چاہے وہ بظاہر کتنا ہی بھلا معلوم ہو۔ ہر تہذیب سے کچھ بنیادی عناصر ہوتے ہیں۔ تہذیب کے عناصر کے حوالے سے مولانا مودودیؒ لکھتے ہیں کہ تہذیب جس چیز کا نام ہے اس کی تکوین پانچ عناصر سے ہوتی ہے؛ دنیوی زندگی کا تصور، زندگی کا نصب العین، اساسی عقائد و افکار، تربیت افراد اور نظام اجتماعی۔[30]

اسلامی تہذیب کے تمام تر عناصر اعتدال اور فطرت پر مبنی ہیں۔ جب ہم تہذیب کے پہلے عنصر دنیوی زندگی کے تصور کو دیکھتے ہیں تو کسی تہذیب نے زندگی کے ایک پہلو کو پکڑ لیا تو کسی نے دوسرے پہلو کو۔ کسی نے اپنے پیروکاروں کو ترکِ دنیا کا درس دیا تو کسی نے دنیا ہی کو مقصد قرار دیا۔ ان سب کے برعکس اسلام نے اعتدال پر مبنی تصور پیش کیا اور دنیا کو آخرت کی کھیتی قرار دیا اور دنیا و آخرت دونوں کی بھلائی مانگنے کا درس دیا۔[31] انسان جب ایسے تصور کے ساتھ دنیا میں رہتا ہے کہ اس کے تمام تر اعمال کا آخرت میں حساب ہو گا تو اس کی زندگی میں اعتدال آ جاتا ہے۔ وہ اپنے فرائض کو ادا کرتا ہے، دوسروں کے حقوق کا خیال رکھتا ہے اور معاشرے کا ایک ذمہ دار فرد بن کر زندگی گزارتا ہے۔ تہذیب کا دوسرا عنصر زندگی کا نصب العین ہے۔ یعنی انسان کس مقصد کو لے کر زندگی گزارتا ہے۔ دنیا کی مختلف تہذیبوں میں عموماً دو نصب العین پائے جاتے ہیں۔ ایک یہ کہ جن تہذیبوں کی بنیاد کسی مذہبی یا روحانی تخیل پر نہیں ہے انھوں نے دنیوی برتری کو اپنا نصب العین قرار دیا۔ دوسرا جن تہذیبوں کی بنیاد مذہبی اور روحانی

30 مودودی، سید ابو الاعلیٰ، **اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبادی**، (لاہور: اسلامک پبلیکیشنز)، ص10، 11۔

31 البقرۃ:201۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

تخیل پر رکھی گئی ہے انھوں نے عموماً اپنا نصب العین نجات کو قرار دیا ہے۔[32] اسلام میں زندگی کا نصب العین ان دو انتہاؤں کے وسط میں اعتدال پر مبنی ہے۔ اسلام کی ان خصوصیات کی بنیاد پر قرآن کریم میں مسلمانوں کو امت وسط کا لقب دیا گیا ہے۔[33]

تہذیب کا تیسرا عنصر عقائد و افکار ہیں۔ اسلام کے پانچ بنیادی عقائد ہیں جن کا تذکرہ ایمان مفصل میں ملتا ہے۔ ان عقائد میں اللہ تعالیٰ پر ایمان، اس کے فرشتوں، کتابوں اور رسولوں پر ایمان، آخرت پر ایمان اور تقدیر پر ایمان شامل ہے۔ اس حوالے سے بھی اسلام دیگر تہذیبوں کے مقابلے میں جامع اور درست تصور پیش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان انسان کو دنیا کے بنائے ہوئے خداؤں سے نجات دیتا ہے۔ فرشتوں، کتابوں اور رسولوں پر ایمان، انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتاری ہوئی ہدایات کے سچا اور کامل ہونے کا یقین دلاتا ہے اور انسان ان پر عمل پیرا ہو کر دنیا اور آخرت کی کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ آخرت پر ایمان، انسان کو دنیا میں ایک ذمہ دار شخص بناتا ہے جو اپنے فرائض اور دوسروں کے حقوق کا خیال رکھتا ہے۔ تقدیر پر ایمان، انسان کو ذہنی اطمینان اور سکون عطا کرتا ہے۔ انسان غم اور خوشی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانتے ہوئے اعتدال پر قائم رہتا ہے۔ یہ تمام عقائد اگر افراد میں ہوں تو وہ معاشرے کے مثالی افراد بنتے ہیں اور اگر معاشرے میں ہوں تو وہ مثالی معاشرہ بنتا ہے۔ تہذیب کا چوتھا عنصر تربیتِ افراد ہے۔ دنیا کی اکثر تہذیبوں نے تربیتِ افراد کے حوالے سے انسانی کاوشوں سے نظام اور نصاب مرتب کیا اور جن تہذیبوں نے مذہبی تعلیمات کو بھی شامل کرنے کی کوشش کی وہ تحریف شدہ تھیں۔ اس لیے تربیتِ افراد کا صحیح انتظام نہ ہو سکا۔ اسلام نے تربیتِ افراد کا مؤثر اور معتدل نظام مہیا کیا جو انسانی فطرت کے مطابق اور حکمت پر مبنی ہے۔ قرآن کریم نے تربیتِ افراد کے لیے تزکیہ کا لفظ استعمال کیا اور اسے بعثتِ نبوی ﷺ کے تین بنیادی مقاصد میں شامل فرمایا۔[34] رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کی مثالی تربیت کی اور اس کے بعد سے آج تک قرآنی اور نبوی ﷺ ہدایات کی روشنی میں تربیتِ افراد کا سلسلہ جاری ہے۔ تہذیب کا پانچواں عنصر نظام اجتماعی ہے۔ دنیا کی مختلف تہذیبوں میں نظام اجتماعی کا کوئی کامل تصور نہیں پایا جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں ہر تھوڑے عرصے کے لیے نظام اجتماعی کے لیے کوئی نیا نظریہ اور تحریک اٹھ کھڑی ہوتی ہے۔ اسلام کا نظام اجتماعی چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اس لیے وہ کامل ہے اور اسے ہر دور کے تقاضوں کے مطابق ڈھالنے کے لیے اسلام نے اجتہاد کے دروازے بھی کھول دیے ہیں۔ اسلام کا اجتماعی نظام جس طرح ابتدائی دور میں قابلِ عمل تھا اسی طرح آج بھی قابلِ عمل ہے۔ اگر کہیں کمزوری نظر آتی ہے تو وہ مسلمانوں کی غفلت اور لاپرواہی کے باعث ہی ہے۔

لہٰذا اسلامی تہذیب ہر لحاظ سے کامل ہے اور دنیا کی کوئی بھی تہذیب اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ مغربی تہذیب کی ناپائیداری کو علامہ اقبالؒ بے نقاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہو گا[35]

---

32 مودودی، **اسلامی تہذیب اور اس کے اصول ومبادی**، ص64۔

33 البقرۃ:143۔

34 البقرۃ:151۔

35 **اقبال، کلیاتِ اقبال (اردو)**، بانگِ درا۔ ص167۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

اسلامی تہذیب اپنی دینی، اخلاقی اور انسانی اقدار کے اعتبار سے ایک مکمل اور متوازن تہذیب ہے جو ہر دور میں انسانیت کی رہنمائی کرتی رہی ہے۔ موجودہ زمانے میں اگرچہ مغربی افکار اور ثقافتی یلغار نے نسلِ نو کے ذہنوں کو متاثر کیا ہے، تاہم ضرورت اس امر کی ہے کہ نوجوانوں میں اسلامی تہذیب کی برتری، اس کی علمی و اخلاقی عظمت اور اس کے مثبت اثرات پر اعتماد بحال کیا جائے۔ نسلِ نو کو یہ شعور دینا ضروری ہے کہ اسلامی تہذیب محض ماضی کی روایت نہیں بلکہ ایک زندہ اور قابلِ عمل نظامِ حیات ہے جو دنیا و آخرت دونوں میں کامیابی کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔ اس مقصد کے لیے تعلیمی اداروں، والدین، علماء اور ذرائع ابلاغ کو مشترکہ طور پر کردار ادا کرنا ہوگا تاکہ نوجوان اپنی دینی شناخت پر فخر محسوس کریں اور اسلامی اقدار کو اپنی عملی زندگی کا حصہ بنا سکیں۔

2۔ اتحادِ امت کی فکر کا فروغ

اسلام نے مسلمانوں کو اتحاد و اتفاق کا حکم دیا ہے اور انھیں آپس میں ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا ہے۔ بشری کمزوریوں کے باعث مسلمانوں میں ہر دور میں تھوڑی بہت نااتفاقی رہی ہے لیکن عصرِ حاضر میں اس میں زیادہ شدت آئی ہے۔ اس وقت مسلمان کہیں مذہبی عقائد کی بنیاد پر تقسیم ہیں تو کہیں وطنیت کی بنیاد پر اور اس تقسیم نے اسلام اور مسلمانوں کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرقہ پرستی سے منع فرمایا اور اتحاد و اتفاق کا حکم دیا۔ فرمایا:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا [36]

ایک اور مقام پر فرمایا:

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ [37]

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مختلف مقامات پر فرقہ بندی سے مسلمانوں کو منع کیا ہے۔ اسی طرح احادیثِ نبوی ﷺ میں بھی فرقہ بندی کی مذمت بیان ہوئی ہے۔ قرآن و حدیث سے واضح ممانعت کے بعد کوئی کیسی بھی پُرکشش دلیل پیش کرے، قابلِ قبول نہیں ہو سکتی۔ اس لیے علمی و عقلی دلائل کے ساتھ فرقہ بندی کی ہر سازش کا رد کرنا اہلِ علم کا فرض ہے۔ نسلِ نو چونکہ دلائل سے زیادہ متاثر ہوتی ہے، اس لیے انھیں باآسانی فرقہ واریت کے ناسور سے دلائل کے ذریعے بچایا جاسکتا ہے اور اتحاد و اتفاق کی فضا قائم کی جاسکتی ہے۔ فرقہ واریت کی طرح آج وطن پرستی کا تصور بھی شدت اختیار کر چکا ہے۔ مسلمان اللہ تعالیٰ کے احکامات کو بھی وطن کی محبت پر قربان کرنے سے باز نہیں آتے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا وطن مکہ کو چھوڑ کر مدینہ ہجرت کی اور اُمت کو یہ سبق دیا کہ شریعت اور امت، وطن پر مقدم ہیں۔ سیرت کے اسی واقعہ کو حوالہ بناتے ہوئے علامہ اقبال نے موجودہ وطنیت کے تصور کی نفی کرتے ہوئے فرمایا:

---

36 آل عمران:103۔

37 آل عمران:105۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

ہے ترکِ وطن سُنّتِ محبوبِ الٰہی
دے تُو بھی نبوّت کی صداقت پہ گواہی[38]

ایک مسلمان کے لیے اصل ہدایت قرآن و سنت ہے اور قرآن کریم میں جہاں اتحادِ امت کا درس موجود ہے وہاں رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات اور آپ ﷺ کی عملی زندگی سے یہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے قومیت اور وطنیت پر اُمت اور شریعت کو فوقیت دی۔ قومی عصبیت کے نام پر لڑنے والوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عِمِّيَّةٍ، يَدْعُو إِلَى عَصَبِيَّةٍ، أَوْ يَغْضَبُ لِعَصَبِيَّةٍ، فَقِتْلَتُهُ جَاهِلِيَّةٌ [39]

جو شخص گمراہی کے جھنڈے تلے لڑے، عصبیت کی دعوت دے، اور عصبیت کے سبب غضب ناک ہو، اس کی موت جاہلیت کی موت ہو گی۔

آج اکثر مسلمان ممالک کے درمیان جو تنازعات چل رہے ہیں وہ اسی وطینت کا نتیجہ ہیں۔ وطنیت کے اس تصور نے مسلمانوں کے اتحاد کو سب سے زیادہ متاثر کیا ہے۔ ہر اسلامی حکومت کی یہی کوشش ہے کہ ان کے ملک کا جھنڈا سر بلند رہے، چاہے اس کے لیے انھیں کسی دوسرے اسلامی ملک سے جنگ تک چھیڑنی پڑے۔ وطنیت کی بنیاد پر اس تقسیم نے مسلمانوں کو ہر میدان میں نقصان سے دوچار کیا ہے۔ مغرب نے اگر قومیت کو اپنایا ہے تو ان کی مجبوری تھی کیونکہ لوگوں کو یکجا کرنے کے لیے اس کے سوا ان کے پاس اور کوئی جذبہ نہ تھا جبکہ مسلمانوں کے لیے یہی قومیت زہرِ قاتل ہے۔ علامہ اقبالؒ نے اقوامِ مغرب اور امت مسلمہ کی جمیعت کے فرق کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی
ان کی جمیعت کا ہے ملک و نسب پر انحصار
قوتِ مذہب سے مستحکم ہے جمیعت تری[40]

یعنی اقوامِ مغرب اور اسلامی دنیا کا آپس میں کوئی موازنہ نہیں۔ مغربی اقوام کو یکجا کرنے کے لیے ان کے پاس ملکی جذبے کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہیں جبکہ مسلمانوں کے پاس دینی جذبہ موجود ہے جو کہ اصل جمیعت کا ذریعہ ہے اور اسلام کے ابتدائی دور میں اسی جذبے کی بنیاد پر انصار و مہاجرین کا مثالی بھائی چارہ قائم ہوا۔ اتحادِ امت کی فکر کو فروغ دینے کے لیے یہ لازم ہے کہ نسلِ نو کو دین کی صحیح تعلیمات سے آگاہ کیا جائے تاکہ وہ فرقوں اور قومیت کی تقسیم سے دور رہیں اور اتحادِ امت کے لیے مثبت کردار ادا کریں۔

38 اقبال، **کلیاتِ اقبال (اردو)**، بانگِ درا۔ ص187۔
39 ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید، **السنن**، کتاب الفتن (ریاض، سعودی عرب: دارالسلام)، ج5، ص268، ح3948۔
40 اقبال، **کلیاتِ اقبال (اردو)**، بانگِ درا۔ ص277۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

3۔ اسلامی تصورِ حیا کا احیاء

اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت کو پیدا کیا اور انکی تسکین اور افزائشِ نسل کے لیے ان میں ایک دوسرے کے لیے کشش ڈال دی۔ پھر مرد و عورت کے درمیان جائز اور قانونی طریقے سے تعلق قائم کرنے اور ناجائز تعلقات کی روک تھام کے لیے احکام نازل فرمائے۔ انسانی معاشرہ جب ان احکامات کی پیروی کرتا ہے تو انتشار اور فتنوں سے محفوظ رہتا ہے اور جب انھیں ترک کر دیتا ہے، فتنہ و فساد کا شکار ہو جاتا ہے۔ ان احکامات میں سب سے اہم اور بنیادی دو باتیں ہیں۔ ایک یہ کہ مرد و عورت لباس اس مقصد کے لیے پہنیں جس کے لیے اتارا گیا تھا اور اس میں غفلت نہ برتیں اور دوسرا اختلاطِ مرد و زن کو حتیٰ الامکان کم کیا جائے۔ قرآن کریم میں لباس کے مقصد کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ 41

اے آدمؑ کی اولاد ہم نے تم پر لباس اتارا جو تمہاری شرمگاہوں کو ڈھانپتا ہے اور آرائش و زیبائش کا سبب بھی ہے اور (اس سے بڑھ کر) تقویٰ کا لباس جو ہے وہ سب سے بہتر ہے یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ یہ لوگ نصیحت اخذ کریں۔

اس آیت سے لباس کے دو مقاصد سامنے آتے ہیں۔ پہلا اور بنیادی مقصد پردہ اور دوسرا زیب و آرائش۔ اس لیے ہم جب بھی لباس زیب تن کریں تو یہ مقاصد ہمارے مدِ نظر رہنے چاہئیں۔ زیب و آرائش کا مفہوم عام ہے اور اکثر لوگ اس کا خیال رکھتے ہیں۔ اگر کہیں غفلت ہوتی ہے تو وہ پردے کے معاملے میں اور اس سے فتنہ و فساد پھیلتا ہے۔ اسلام میں مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنے تک ہے، گھٹنے ستر میں شامل ہیں، جب کہ عورت کا پورا بدن سوائے چہرہ، ہتھیلیاں اور قدموں کے، ستر میں داخل ہے۔ قرآنِ کریم اور حدیثِ نبوی ﷺ میں پردے کے احکام اور اس کی حکمتیں تفصیل کے ساتھ بیان ہوئی ہیں۔ ان احکامات اور حکمتوں سے نسلِ نو کو آگاہ کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی گزار کر اپنی دنیا و آخرت سنوار سکیں۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ اختلاط مرد و زن کو حتیٰ الامکان کم کیا جائے اور اگر کسی نامحرم سے مجبوراً کوئی کام پیش بھی آ جائے تو پردے کے پیچھے سے بات کرنی چاہیے اور لہجہ کو شیریں اور نرم نہیں رکھنا چاہیے۔ اختلاط مرد و زن سے عموماً چار قسم کا پردہ پامال ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ مرد و عورت ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں تو دل میں رغبت پیدا ہوتی ہے، دوسرا جب ایک دوسرے سے بات چیت کرتے ہیں تو اس سے بھی دل مائل ہوتے ہیں، تیسرا یہ کہ وہ بات چیت نہیں بھی کرتے لیکن ان کے کانوں میں ایک دوسرے کی آواز پڑتی ہے تو گفتگو اور دیدار کی طلب پیدا ہوتی ہے، چوتھا یہ کہ اگر وہ ہاتھ ملاتے ہیں یا کسی اور انداز میں ایک دوسرے کو چھوتے ہیں تو اس سے بھی دل کے آلودہ ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ اختلاط مرد و زن کو روکنے کے پیچھے اسلام کی یہی حکمت ہے کہ لوگوں کو جنسی بے راہ روی سے روکا جائے۔

اسلام میں حیا کا تصور بہت وسیع ہے لیکن حیا سے متعلق تقریباً باقی تمام معاملات انہی دو باتوں (یعنی لباس اور اختلاط) کے

41 الاعراف:26۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).

گرد گھومتے ہیں۔ اگر نسلِ نو کو ان دو باتوں کی حکمت سمجھ آجائے تو حیا سے متعلق باقی تمام احکامات کا سمجھنا اور ان پر عمل کرنا آسان ہو جائے گا۔ اس کے لیے سب سے پہلی ذمہ داری والدین کی ہے کہ وہ بچوں کی اس حوالے سے تعلیم و تربیت کا اہتمام کریں۔ دوسرا حکومت کا کام ہے کہ وہ لوگوں کو ایسا صالح ماحول مہیا کرے جو حیا اور پاکدامنی کو برقرار رکھنے میں معاون ہو۔

4۔ جہاد کی حکمت اور فکری اصلاح

جہاد ایک وسیع اصطلاح ہے جس کے معنیٰ کوشش کرنے کے ہیں اور جہاد فی سبیل اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کے راستے میں کوشش کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں مسلح کوشش کرنا، جہاد کا ایک جزو ہے اور قرآن کریم میں اس کے لیے اکثر مقامات پر قتال فی سبیل اللہ کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے۔ لیکن عصرِ حاضر میں قتال فی سبیل اللہ کے لیے عموماً جہاد کا لفظ ہی استعمال کیا جاتا ہے۔ مسلمانوں کی نادانیوں اور کفار کی سازشوں کے باعث جہاد خوف اور ظلم کی علامت بن گیا ورنہ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح انسان کو کوئی بیماری لاحق ہوتی ہے تو اسکا علاج دوا سے کیا جاتا ہے اور بعض دفعہ مرض ایسا ہوتا ہے کہ انسان کا آپریشن کرنا پڑتا ہے۔ کوئی بھی ذی شعور اس عمل کو ظلم سے تعبیر نہیں کر سکتا کیونکہ اس سے مقصود انسان کا علاج ہوتا ہے۔ یہی معاملہ جہاد کا ہے کہ جب معاشرے میں سرکش لوگ ایک حد سے آگے بڑھتے ہیں اور وعظ و نصیحت ان کے لیے بے اثر ہو جاتی ہے تو معاشرے کے جسم پر پھیلنے والے اس کینسر کو جہاد کے ذریعے رفع کیا جاتا ہے۔ ایسے موقع پر جہاد کی ضرورت کو واضح کرتے ہوئے مولانا مودودیؒ لکھتے ہیں:

> ایسی حالت میں جنگ جائز ہی نہیں بلکہ فرض ہو جاتی ہے۔ اس وقت انسانیت کی سب سے بڑی خدمت یہی ہوتی ہے کہ ان ظالموں کے خون سے زمین کو سرخ کر دیا جائے[42]

اسلام نے اسی حکمت کے تحت مسلمانوں پر جہاد فرض کیا ہے۔ اس وقت ایک طرف تو یہ فکری مسئلہ درپیش ہے کہ مسلمان اس فریضے سے منہ موڑے ہوئے ہیں اور اس کے لیے انھوں نے مختلف جواز تراش لیے ہیں۔ کہیں وسائل کی کمی کی دلیل پیش کی جاتی ہے جبکہ اسلامی تاریخ اور قرآن کریم اس پر گواہ ہے کہ مسلمانوں نے وسائل اور تعداد کی کمی کے باوجود بڑے بڑے لشکروں کو شکست دی۔ سورۃ البقرۃ میں فرمایا:

> كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً ۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ 43
>
> کتنی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ ایک چھوٹی جماعت بڑی جماعت پر غالب آگئی اللہ کے حکم سے اور اللہ تو صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اسی طرح بعض نام نہاد دانشوروں کے ذریعے یہ سوچ پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ موجودہ دور میں جہاد کی ضرورت نہیں بلکہ علم اور دیگر ذرائع سے اسلام کے غلبہ کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس سوچ کو رد کرتے ہوئے علامہ اقبالؒ نے جہاد کے نام سے ایک نظم لکھی۔ آپؒ لکھتے ہیں:

---

42 مودودی، سید ابوالاعلیٰ، **الجہاد فی الاسلام** (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، جون 1996ء)، ص 36۔

43 البقرۃ: 249۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے

دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر[44]

نظم کے اگلے اشعار میں ترکِ جہاد کی اس سوچ کا جواب دیتے ہوئے علامہ اقبالؒ نے اس بات کو واضح کیا کہ موجودہ صورتِ حال میں مسلمانوں کو ترکِ جہاد کا درس دینے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ پہلے ہی اس فریضے سے غافل ہیں بلکہ ترکِ جنگ کی تعلیم تو مغرب کو دینے کی ضرورت ہے جو اس وقت دنیا کی کمزور قوموں پر ظلم ڈھا رہا ہے۔ اس وضاحت کے بعد آخر میں آپ ایسے دانشوروں سے یہ سوال کرتے ہیں کہ انھیں جہاد میں ہی شر کیوں نظر آتا ہے اور مغرب کی مسلط کردہ جنگوں میں کیوں کوئی برائی نظر نہیں آتی۔ آپؒ لکھتے ہیں:

ہم پوچھتے ہیں شیخِ کلیسا نواز سے

مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر

حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات

اسلام کا محاسبہ یورپ سے درگزر[45]

عصرِ حاضر میں جہاد کو کالعدم قرار دینا کج فہمی اور بدنیتی کا نتیجہ ہے۔ احادیثِ نبویہ ﷺ کے مطابق جہاد تو قیامت تک جاری رہے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

لَنْ يَبْرَحَ هَذَا الدِّينُ قَائِمًا يُقَاتِلُ عَلَيْهِ عِصَابَةٌ مِنْ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ[46]

یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا اور اس کے قیام کے لئے مسلمانوں کی ایک جماعت روز قیامت تک جہاد کرتی رہے گی

مسلمانوں کے دلوں میں اس طرح کے کئی اور شکوک و شبہات پیدا کر کے انھیں جہاد سے دور رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس لیے علماء کرام پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اس حوالے سے حق بات لوگوں تک پہنچائیں اور ذاتی مفادات اور ڈر کے باعث جہاد کے بارے میں ہونے والی سازشوں کا حصہ نہ بنیں۔

دوسری طرف یہ مسئلہ درپیش ہے کہ حکومتی سطح پر مسلمانوں میں جہاد کا تصور ختم ہونے کے باعث دنیا کے مختلف علاقوں میں جہادی تنظیموں کا قیام عمل میں آیا۔ اس میں بعض وہ علاقے ہیں جہاں مسلمانوں پر کفار کی طرف سے مظالم ڈھائے جا رہے ہیں اور وہ جہادی تنظیمیں ان کفار سے لڑ رہی ہیں جیسے فلسطین کی جہادی تنظیمیں۔ اور بعض وہ علاقے ہیں جہاں جہادی تنظیمیں اسلامی ممالک کے اندر نفاذِ شریعت کے نام سے برسرپیکار ہیں۔ کفار کے ساتھ جہاد کے بارے میں تو احکامات واضح ہیں اور اس حوالے سے زیادہ مسائل درپیش نہیں لیکن مسلمان حکومتوں اور ممالک کے خلاف ہتھیار اٹھانے کے جواز، عدمِ جواز، طریقہ کار اور

44 اقبال، **کلیاتِ اقبال (اردو)**، ضربِ کلیم۔ ص540۔

45 ایضاً، ص541۔

46 القشیری، ابوالحسین، مسلم بن الحجاج ، **الجامع الصحیح**۔ کتاب الامارۃ (ممبئی: دارالعلم، جنوری 2015ء)، ج3، ص785، ح4953۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

حدود کے بارے میں بہت سے اختلافات پائے جاتے ہیں جس کی وجہ سے مسلمان آپس میں ایک دوسرے کا خون بہا رہے ہیں۔ اس بارے میں بھی علماء پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ایک طرف اسلامی حکومتوں پر ان سے سرزد ہونے والی غلطیوں کی نشاندہی کریں اور درستگی کا مطالبہ کریں اور دوسری طرف جہادی تنظیموں پر جہاد کے حوالے سے حدود و قیود واضح کریں تاکہ وہ اپنی غلط حرکتوں کی وجہ سے جہاد جیسے مقدس فریضہ کی بدنامی کا باعث نہ بنیں۔ ان دوطرفہ کاوشوں کے ذریعے ہی اس مسئلہ کا دیرپا حل نکالا جاسکتا ہے ورنہ مسلمانوں کے وسائل اور قوتیں یونہی آپس میں لڑتے ضائع ہوتی رہیں گی۔

5۔ اسلام میں انسانی حقوق کا جامع اور متوازن تصور

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو انسان کی انفرادی، اجتماعی، اخلاقی اور معاشرتی زندگی کے تمام پہلوؤں میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اسلام نے انسان کو محض ایک معاشرتی فرد نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور زمین پر اس کا نائب قرار دیا ہے۔ اسی بنیاد پر اسلام نے انسانی حقوق کا ایسا جامع اور متوازن تصور پیش کیا جو رنگ، نسل، زبان، قومیت اور مذہب کی تفریق سے بالاتر ہے۔ آج دنیا میں انسانی حقوق کے بڑے بڑے دعوے کیے جاتے ہیں، لیکن اسلام نے چودہ سو سال پہلے انسان کی جان، مال، عزت، آزادی اور مساوات کے حقوق متعین کر دیے تھے۔ قرآن مجید اور سنت نبوی ﷺ میں ان حقوق کی واضح تعلیمات موجود ہیں۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق ہر انسان قابلِ احترام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عزت و تکریم عطا فرمائی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ 47

اور ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی۔

یہ آیت اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ انسان محض مسلمان ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ انسان ہونے کے ناطے بھی عزت و احترام کا مستحق ہے۔ اسلام نے انسان کی جان کی حرمت کو بہت اہم قرار دیا۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا:

مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ 48

جس نے کسی ایک جان کو ناحق قتل کیا گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کیا۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانی جان کا تحفظ اسلام میں بنیادی حق ہے۔

بلاشبہ اللہ نے تم پر تمہارا (ایک دوسرے کا) خون، مال اور عزت اسی طرح حرام کیا ہے جیسے اس دن کو اس نے تمہارے اس مہینہ میں اور تمہارے اس شہر میں حرمت والا بنایا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے نسلی تعصب اور طبقاتی فرق کو ختم فرمایا۔ آپ ﷺ نے غلاموں، کمزوروں، عورتوں اور یتیموں کے حقوق کی خصوصی تاکید فرمائی۔ اسلام نے عورت کو وراثت، تعلیم، نکاح میں رضامندی اور معاشرتی عزت جیسے حقوق عطا کیے، جبکہ دنیا کے کئی معاشروں میں عورت بنیادی انسانی حقوق سے بھی محروم تھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

47 الاسراء: 70۔

48 المائدہ: 32۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ 49

تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہو۔

یہ حدیث عورتوں کے احترام اور حسنِ سلوک کی تعلیم دیتی ہے۔ اسی طرح اسلام نے والدین، رشتہ داروں، ہمسایوں، یتیموں اور مسکینوں کے حقوق بھی بیان کیے۔ غیر مسلموں کے حقوق کی حفاظت بھی اسلامی ریاست کی ذمہ داری قرار دی گئی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

أَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا أَوِ انْتَقَصَهُ أَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ أَوْ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيبِ نَفْسٍ فَأَنَا حَجِيجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ 50

سنو! جس نے کسی ذمی پر ظلم کیا یا اس کا کوئی حق چھینا یا اس کی طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ ڈالا یا اس کی کوئی چیز بغیر اس کی مرضی کے لے لی تو قیامت کے دن میں اس کی طرف سے وکیل ہوں گا۔

مختصراً یہ کہ اسلام نے انسانی حقوق کا ایسا جامع، متوازن اور عالمگیر تصور پیش کیا ہے جس میں انسان کی عزت، جان، مال، آزادی، عدل، مساوات اور معاشرتی فلاح کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ قرآن و سنت کی تعلیمات نہ صرف مسلمانوں بلکہ پوری انسانیت کے لیے رحمت اور ہدایت ہیں۔ آج اگر دنیا حقیقی امن، انصاف اور انسانی احترام چاہتی ہے تو اسے اسلامی تعلیمات سے رہنمائی حاصل کرنی ہو گی۔ اسلام کا نظامِ حقوقِ انسانی محض نظری نہیں بلکہ عملی اور قابلِ نفاذ نظام ہے جو ہر دور میں انسانیت کی فلاح و کامیابی کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔ یہی حقیقت نسلِ نو کے سامنے بھی واضح کرنے کی ضرورت ہے تاکہ انسانی حقوق اور اسلام کے بارے میں جو شکوک و شبہات پیدا کیے جاتے ہیں، انھیں دور کیا جا سکے اور اسلام کے انسان دوست ہونے کا تصور پختہ ہو جائے۔

نتائج

اس تحقیق سے یہ حقیقت سامنے آئی کہ عصرِ حاضر میں نسلِ نو کو ایسی متعدد فکری تحدیات کا سامنا ہے جو ان کے عقائد، افکار، اخلاق اور دینی تشخص پر گہرے اثرات مرتب کر رہی ہیں۔ مغربی تہذیب سے فکری مرعوبیت، فرقہ واریت، قوم پرستی، اسلامی تصورِ حیا سے انحراف اور دیگر فکری رجحانات نوجوانوں کی فکری تشکیل اور دینی وابستگی کے لیے سنجیدہ تحدیات کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔ جدید ذرائع ابلاغ اور سوشل میڈیا نے ان نظریات اور رجحانات کو مزید فروغ دیا ہے جس کے باعث نوجوان مزید فکری اور نظریاتی الجھنوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ ان تحدیات کے اثرات صرف انفرادی سطح تک محدود نہیں رہتے بلکہ خاندانی نظام، معاشرتی اقدار، قومی یکجہتی اور امتِ مسلمہ کے فکری استحکام کو بھی متاثر کرتے ہیں۔

مزید برآں تحقیق سے معلوم ہوا کہ اسلامی تعلیمات نسلِ نو کو درپیش ان فکری تحدیات کے مقابلے کے لیے جامع، متوازن اور قابلِ عمل رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ قرآن و سنت کی تعلیمات نوجوان نسل کے ایمان، فکری بصیرت، اخلاقی تربیت اور کردار سازی کے ایسے اصول پیش کرتی ہیں جو انہیں فکری انحرافات اور نظریاتی گمراہیوں سے محفوظ رکھنے کی بھرپور صلاحیت رکھتے

---

49 الترمذی، محمد بن عیسیٰ، **السنن**، کتاب الفضائل و مناقب (لاہور: نعمانی کتب خانہ، مئی 2012ء)، ج2، ص1152، ح:3895۔

50 ابو داؤد، سلیمان بن الاشعث، السجستانی، **السنن**، کتاب الخراج والفيء والامارة، (ریاض، سعودی عرب: دارالسلام)، ج3، ص463، ح3052۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

ہیں۔

تحقیق یہ بھی ظاہر کرتی ہے کہ محض رسمی یا معلوماتی دینی تعلیم کافی نہیں بلکہ نوجوان نسل میں استدلالی شعور، تنقیدی فکر اور اسلامی تعلیمات پر اعتماد پیدا کرنا بھی ناگزیر ہے تاکہ وہ جدید فکری تحدیات کا علمی اور مؤثر انداز میں مقابلہ کر سکیں۔

سفارشات

1۔ وقتاً فوقتاً فکری تحدیات کی نشاندہی اور ان سے نسلِ نو کے تحفظ سے لیے علمی و تحقیقی کاوشیں کی جانی چاہیے۔

2۔ مغربی تہذیب کی اندھی تقلید کے نقصانات اور اسلامی تہذیب کی حکمتوں کو اجاگر کرنا چاہیے۔

3۔ فرقہ واریت اور قوم پرستی کی حوصلہ شکنی کی جانی چاہیے اور اتحادِ اُمت کو فروغ دینا چاہیے۔

4۔ اسلامی تصورِ حیا کو زندہ رکھنے کے لیے اسلامی تعلیمات کو عام کیا جانا چاہیے اور بے پردگی کی ہر سطح پر حوصلہ شکنی کی جانی چاہیے۔

5۔ جہاد اور دہشتگردی کے مابین فرق کو واضح کیا جانا چاہیے تاکہ فریضہء جہاد کی ادائیگی میں بھی کوئی غفلت نہ ہو اور دہشتگردی سے بھی نسلِ نو کو محفوظ رکھا جاسکے۔

6۔ غیر اسلامی قوانین اور حکومتی فیصلوں پر شور و غل کی بجائے اہلِ علم کو دلائل کے ساتھ ردِ عمل دینا جانا چاہیے۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

Bibliography

1. Abu Dawud, Sulayman ibn al-Ash'ath al-Sijistani. *Sunan Abi Dawud*. Kitab al-Kharaj wa al-Fay' wa al-Imarah. Riyadh, Saudi Arabia: Dar al-Salam.
2. Abu Zahrah, Muhammad Muhammad. *Tarikh Hadith wa Muhaddithin*. Translated by Ghulam Ahmad Hariri. Lahore: Maktabah Rahmaniyyah, n.d.
3. Ahmad, Dr. Israr. *Bayan al-Qur'an*.
4. Akins, Harrison. Pakistan's Blasphemy Law. United States Commission on International Religious Freedom. Accessed April 13, 2026. https://www.uscirf.gov/sites/default/files/2019%20Pakistan%20Blasphemy.pdf.
5. Amnesty International. Death Penalty in 2025: Facts and Figures. May 18, 2026. Accessed July 4, 2026. https://www.amnesty.org/en/latest/news/2026/05/death-penalty-in-2025-facts-and-figures/.
6. Aziz al-Rahman, Sayyid. *Ta'limat-i Nabawi ﷺ aur Aj ke Zindah Masa'il*. Karachi: Al-Qalam, May 2005.
7. Al-Bukhari, Abu 'Abd Allah Muhammad ibn Isma'il. *Al-Jami' al-Sahih*. Kitab Bad' al-Khalq. Riyadh, Saudi Arabia: Dar al-Salam, 1433 AH/2012.
8. Al-Tirmidhi, Muhammad ibn 'Isa. *Jami' al-Tirmidhi*. Kitab al-Fada'il wa al-Manaqib. Lahore: Nu'mani Kutub Khanah, May 2012.
9. Express News. 18 Sal se Kam 'Umr Afrad ki Shadi Jurm Qarar. February 21, 2026. Accessed April 13, 2026. https://www.express.pk/story/2801636/marriage-of-persons-under-18-years-of-age-declared-a-crime-new-ordinance-issued-2801636.
10. GNN. Dr. Zakir Naik Shocking Statement. October 11, 2024. Accessed April 13, 2026. https://www.youtube.com/watch?v=ieuk5NGzDgo.
11. Hafiz Imran Ayub Lahori. *Majmu'ah Da'if Ahadith*. Accessed April 13, 2026. https://islamicurdubooks.com/hadith/hadith-.php?bookid=11&hadith_number=245.
12. Iqbal, Muhammad. *Kulliyat-i Iqbal (Urdu): Bang-i Dara, Tulu'-i Islam*. Lahore: Iqbal Academy Pakistan, 1990.
13. Islahi, Amin Ahsan. *Tadabbur-i Qur'an*. n.p.
14. Jang. Jihad se Muta'alliq Ayat Shamil na Karne par Islami Nazariyati Council ka I'tiraz. August 3, 2016. Accessed April 13, 2026. https://jang.com.pk/news/150240.
15. Jang. Larki ki Shadi ki 'Umr Kam az Kam 18 Sal Muqarrar. April 28, 2026. Accessed April 13, 2026. https://e.jang.com.pk/detail/1068359.
16. Karks, Sir George W. *Khunrez Salibi Jangon ke Sarbastah Raz*. Translated by 'Abd al-Halim Sharar. Lahore: Dar al-Iblagh Publishers, April 2013.
17. Maududi, Sayyid Abu al-A'la. *Al-Jihad fi al-Islam*. Lahore: Idarah Tarjuman al-Qur'an, June 1996.
18. Maududi, Sayyid Abu al-A'la. *Islami Tahdhib aur Us ke Usul wa Mabadi*. Lahore: Islamic Publications.
19. Maududi, Sayyid Abu al-A'la. *Tafhim al-Qur'an*. Lahore: Idarah Tarjuman al-Qur'an.
20. Motamedi, Maziar. Iran: One Year after the Death of Mahsa Amini. *Al Jazeera*, September 16, 2023. Accessed April 13, 2026.

This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

https://www.aljazeera.com/news/2023/9/16/iran-one-year-after-the-death-of-mahsa-amini.

21. Muslim, Abu al-Husayn Muslim ibn al-Hajjaj al-Qushayri. *Sahih Muslim*. Kitab al-Imarah. Mumbai: Dar al-'Ilm, January 2015.
22. Qutb, Sayyid. *Fi Zilal al-Qur'an*. Multan: Idarah Manshurat-i Islami, April 1997.
23. Shahabi, Intizam Allah. *East India Company aur Baghi 'Ulama*. Delhi: Urdu Bazar.
24. Shafi', Mufti Muhammad. *Wahdat-i Ummat*. Faisalabad: Tariq Academy, August 14, 2004.
25. Shatiq Ahmad Abdullah Farabi. *A'immah Arba'ah Qadam ba Qadam*. Karachi: MIS Publishers, September 2008.
26. The Express Tribune. Police Crackdown on Anti-Hijab Protests in Western Afghanistan. June 9, 2026. Accessed June 13, 2026. https://tribune.com.pk/story/2612260/police-crack-down-on-anti-hijab-protests-in-western-afghanistan.
27. Waldman, Peter, and Hugh Popestaff. 'Crusade' Reference Reinforces Fears War on Terrorism Is Against Muslims. *Wall Street Journal*, September 21, 2001. Accessed April 13, 2026. https://www.wsj.com/articles/SB1001020294332922160.
28. Yusuf, Salah al-Din. *Ahsan al-Bayan*.

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**